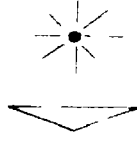


بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۞



نظرات

اسلام نے اپنے متبعین کو ذکر اللہ کا جو معنی خیز طریقہ ”صراطِ مستقیم“ کے نام سے بخشا اس پر چلنے سے نہ صرف ان میں اتفاق و اتحاد برقرار رہتا ہے بلکہ وہ اللہ سے قرب تر ہونے کے لئے مسلسل آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ کی یاد سے اسلام نہ صرف افراد کی خودی مستحکم کرتا ہے بلکہ جماعت کی ”انا“ کو بھی جلا بخشتا ہے۔ اللہ کی یاد سے مراد محض زبان یا دل سے اللہ کے نام کا ورد کر لینا ہی نہیں بلکہ کائنات میں بکھری ہوئی آیات اللہ کے عقد سے کھولنا، ان کو مسخر و تابع کرنا اور ان میں اللہ کی حکمتوں کا مشاہدہ کرنا بھی ذکر اللہ ہے۔ اپنے اختیارات کے دائرہ میں اللہ کے احکام کو مد نظر رکھنا، ان کا اتباع کرنا ہی نہیں بلکہ انہیں دوسروں پر جاری کرنا بھی ذکر اللہ ہے۔ اللہ کے احکام کے مطابق معاشرہ کی تشکیل کرنا، اسے فساد سے بچاتے ہوئے خوش حالی و آسودگی اور فلاح و سعادت سے ہمکنار کر دینا بھی ذکر اللہ ہے۔ اس معنی کی روشنی میں یہ بات ابھر کر سامنے آ جاتی ہے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد ذکر اللہ ہے۔ اقامتِ صلوٰۃ کا مقصد ذکر اللہ ہے، وحی الہی اور قرآن مجید کو اسی لئے ذکر اللہ کہا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ انسان کو کائنات میں گم ہونے سے بچا کر ”اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ“ کا ازلی سبق یعنی ”معاہدہ ربانی“ یاد دلایا گیا ہے جس کے بعد اس کا مقصد اولین اللہ کی اطاعت اور اس کے احکامات کی تنفیذ ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی فرد زبان و دل سے اللہ کے ذکر میں مشغول ہو لیکن دیگر جوارح سے سرزد ہونے والے اعمال اس کی تائید نہ کریں تو یقیناً اس کا ”ذکر اللہ“ بے فائدہ ہوگا۔ یہی حال اس معاشرہ کا ہوگا جو زبان سے اللہ کا نام لیتا ہو لیکن اپنے اندر وہ تمام بے اعتدالیاں اور ظلم و جور روا رکھتا ہو جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہیں۔ ایسا

معاشرہ اللہ کی رحمت سے دُور ہو کر اللہ کے عذاب کا مستحق ہوگا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو ایسی بات کا احساس پر عمل نہ ہو سخت ناگوار ہوتا ہے۔

ایک بار پھر اللہ کو یاد کرنے کے اس وسیع مفہوم کو اپنے سامنے آئیے تاکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اسوہ میں دیکھیں کہ آپؐ نے ذکر اللہ پر مبنی معاشرہ کن بنیادوں پر قائم فرمایا تھا۔ ادنیٰ نائل سے آپ کو ملموم ہو جائے گا کہ اس مضبوط و متحرک معاشرہ کی تمام سرگرمیوں میں فوت محرکہ کی حیثیت ذکر اللہ کو صل تہی اور اس کا مرکز و محور مسجد تھی۔

مسجد میں مسلمانوں کی جماعت اپنی معنوی و مادی فلاح و بقا کے پروگرام بناتی اور تمام مسلمان لوجہ و جان متحد ہو کر اس پروگرام پر عمل پیرا ہو جاتے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اسوہ سے مسجد کے نظام کو اس خوبی سے چلایا تھا کہ وہ زندگی کے ہر گوشہ میں مسلمانوں کی مرجع، گئی تھی۔ آپؐ نے مسجد کے نظام کے لئے وہ روایات قائم فرمائی تھیں جو مسلمانوں کو منظم و متحد کرنے لی تھیں۔

امام مسجد وہ شخصیت ہوتی جس پر حلقہ کے مسلمانوں کو پورا اعتماد ہوتا۔ اس کی دینی بصیرت، معاملہ می، قوتِ عمل اور تقویٰ پر تمام مقتدری متفق ہوتے۔

مساجد کے حلقے کچھ اس طرح قائم ہوتے کہ ایک مسجد کا دوسری مسجد سے پورا رابطہ ہوتا۔ اور تمام مساجد لامی حکومت کے مرکز سے وابستہ ہوتے۔ تمام مساجد کا ایک ہی نظام اور ایک ہی طریق کار ہوتا اور ہر مسجد لامی اتحاد کی زنجیر کا ایک حلقہ ہوتی۔ ہر مسجد سے نکلنے والی آواز ایک ہوتی اور کسی کو ایک ہی حلقہ میں مسلمانوں کے درمیان تفرق پیدا کرنے کے لئے نئی مسجد بنانے کی اجازت نہ دی جاتی۔ (۱۰۹ تا ۱۰۷) اس رح اسلامی معاشرہ ہم آہنگ و مربوط رہتا اور اس میں اختلافات بڑھنے نہ پاتے۔

صلوٰۃ جسے ہم اردو میں نماز کہتے ہیں مسجد کے امام کی اقتداء میں ادا کی جاتی، اس صلوٰۃ کو معاشرہ قوتوں کے متحد کرنے میں بڑی تاثیر حاصل ہے۔ عربی میں لفظ صلوٰۃ کا استعمال بڑی جامعیت رکھتا ہے۔ صدر لام میں جب کوئی اہم اجتماعی مسئلہ عوام کی رائے معلوم کرنے کا محتاج ہوتا تو فوراً اعلان کر دیا جاتا: صلوٰۃ جامعۃ "جس کا مطلب یہ ہوتا کہ صلوٰۃ تمہارے اجتماعی امور طے کرنے کے لئے تمہیں جمع،

ہونے کی دعوت دے رہی ہے اور فوراً مسلمانوں کی ایک معاملہ فہم جماعت جو شور و غوغا میں حصہ لینا چاہتی، مسجد میں جمع ہو جاتی۔ جمعہ کے روز جب امام نماز سے قبل مسلمانوں کو اجتماعی ہدایات پر مشتمل خطبہ دیتا ہے تو اس خطبہ کو بھی عربی لفظ "صلوٰۃ" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ جمعہ کے اجتماع کی دعوت دینے کے لئے بھی مؤذن "حی علی الصلوٰۃ" ہی کہتا ہے۔ یقیناً یہ صلوٰۃ کوئی ایسی عبادت نہیں جس کا معاشرہ سے کوئی تعلق نہ ہو۔ قرآن مجید کی رو سے تو صلوٰۃ معاشرہ کو فواحش و بدکرداری، ظلم و جور اور ہر قسم کی بے اعتدالیوں سے روکنے کا ذریعہ ہے۔ پھر صلوٰۃ کا بار بار زکوٰۃ سے قبل ذکر ہونا اس امر کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ صلوٰۃ کی اقامت اتنا بڑا زکوٰۃ کی تمہید ہے۔ نیز یہ کہ صلوٰۃ کو اقتصادی و معاشی گتھیوں کے سلجھانے میں بڑا دخل ہے اس ضمن میں قوم شعیب کا یہ اعتراض جسے قرآن مجید نے نقل کیا، کس قدر معنی خیز ہے: "اے شعیب کیا تمہاری نماز کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اپنے آبائی معبودوں کو چھوڑ دیں یا اپنے اموال کو اپنی مرضی کے مطابق کام میں نہ لائیں" (۱۱/۸)

الغرض اسوۂ رسول اللہؐ میں مساجد کا جو کردار ہمیں نظر آتا ہے آج مساجد کا کردار اس سے بالکل مختلف ہے۔ ایسا کیوں ہو گیا یہ تمام مسلمانوں بالخصوص علماء دین و مفکرین کے لئے ایک قابل غور مسئلہ ہے خوشی کی بات ہے کہ اب ہمارے حکام نے مساجد کی اہمیت پر توجہ دینا شروع کر دی ہے۔ چنانچہ گزشتہ مہینوں میں کئی بار مرکزی وزیر اطلاعات و قومی امور نواب زادہ شیر علی خان نے مساجد کی اہمیت کو موضوع بحث بنایا۔ ان کی حقیقت بین نگاہ نے ناٹ لیا کہ مساجد کی موجودہ حیثیت کو ان کے حقیقی مقام سے کوئی نسبت نہیں ہے اور اگر ہم مسلم معاشرہ کو زندہ و فعال بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں مسجد کو اس کا پہلا مقام واپس دلانا ہوگا۔ اس بارے میں موصوف نے ۱۹ دسمبر ۱۹۶۹ء کو پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کی کانفرنس کے افتتاح کے موقع پر فرمایا:

"قدیم مسلم معاشرہ میں مسجد کو مرکزی حیثیت حاصل تھی اور کوئی وجہ نہیں کہ اسے آج بھی وہی مقام حاصل نہ ہو.... جب مسلم معاشرہ میں صحیح اسلامی روح جاری و ساری تھی اجتماعی و انفرادی زندگی کے ہر پہلو کو باقاعدہ بنانے اور ترقی دینے میں مسجد اہم کردار ادا کرتی تھی۔ یہ عبادت گاہ کے علاوہ پارلیمنٹ، قانونی عدالت، قومی ذرا یونیورسٹی، جی ایچ کیو، کانفرنس ہال، اجتماعی و اطلاعاتی مرکز، سرکاری مہمان خانے اور جلسہ گاہ کے طور پر کئی کام آتی تھی۔ اور چونکہ تمام سرگرمیوں کا محور مسجد ہوتی تھی۔ مسلم معاشرہ کی زندگی میں اتحاد و ہم آہنگی

نہ اس استحکام، ولولہ، ترقی اور خوشحالی کا دور دورہ تھا۔ جب وہ روح سرحد پر گئی تو ہم نے مسجد کو عبادت گاہ بنا کر رکھ دیا۔ قوتِ عمل کی وہ چنگاری جو مسجد عطا کیا کرتی تھی، ضائع ہو گئی اور زندگی سے مضبوط سماجی شعور، تعاون کا جذبہ اور باہمی خیر سگالی دور ہو گئی۔

آخر میں وزیر موصوف نے مسجد کی طرف رجوع کرنے پر ترغیب دلاتے ہوئے کہا:

”میری عاجزانہ رائے میں یہ مسلم معاشرے کے زوال اور اس کے نتیجے میں ہماری ردہ بد حالی کا ایک بڑا سبب ہے۔ اگر ہم مسجد کی طرف رجوع کریں تو سماجی خدمت اور فی بہبود کا کام جس کی ہمیں سخت ضرورت ہے، بہترین طریقہ سے کیا جاسکتا ہے۔“

وزیر موصوف نے نہایت عمدگی اور جامعیت سے مسجد کی عظمت بیان کر کے اسے بحال کرنے کی دعوت دی ہے۔ ہمیں قوی امید ہے کہ وزیر موصوف مسجد کو ان کا حقیقی، تمام دلانے آئندہ بھی پوری دلچسپی لیتے رہیں گے اور قوم کے ارباب فہم و بصیرت کے مشورہ سے مسلمانوں اس شدید ترین ضرورت کو پورا کریں گے۔ تاکہ مملکت خداداد میں اسلامی بنیادوں کو استحکام اور ستان کو وجود بخشنے والے اسلامی نظریہ کو غلبہ حاصل ہو۔

اسلامی برادری کے تعلق کو مستحکم و استوار رکھنے کے لئے مسجد خشتِ اول ہے۔ مسلمان نا طبیعت و فطرت کے لحاظ سے وحدتِ عالمِ اسلامی کے لئے کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ رکھیے وحدتِ عالمِ اسلامی کا مستحکم قلعہ مسجد کے مستحکم نظام سے مربوط ہے اور چونکہ خشتِ اول کچ ہے لہذا اتحادِ عالمِ اسلامی ”تاثیری رود دیوار کج“ کا مصداق بنا رہے گا۔ اگر ہر مسلم مملکت اپنی مسجد کا نظام مستحکم کر لے اور دنیا میں جہاں جہاں مسلمان اقلیتیں آباد ہیں وہ بی مسجد کو منظم کر لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ حج کے اجتماع میں وحدتِ عالمِ اسلامی کی ششیں بے نتیجہ رہ جائیں۔

اگر مسلمان اپنے مقامی اور قومی مسائل اپنی مقامی مسجد میں حل کرتے رہتے اور اپنے بین الاقوامی مسائل کے لئے دنیا کی سب سے پہلی مسجد کو مرکز بنا لیتے تو آج عالمِ اسلامی بین الاقوامی میزان میں درجہ بے وزن کیوں ہوتا اور تمام دنیا کے گوشہ گوشہ سے کروڑوں روپیہ خرچ کر کے ہنچنے والے مسلمانوں کے وفود حج میں عالمی مسائل کے نتیجہ خیز حل تک پہنچنے بغیر کس طرح واپس

اسلام اسلامی اتحاد کی مسخفت کا سب سے پہلا قدم وحدت عالم اسلامی ہے انہیں

یہاں تک کہ عوام اور مغتکرمین سے تبادلہ افکار کا موقع نہیں ملتا۔

۵۶۰

ماہوتی ہے کہ اس قسم کے تعارف و تہذیب کا مرکز کے اجتماع کو نہایت اہمیت ملی ہوگی۔ اسی لیے علماء و فاضلین، روحانی و دنیوی، مذہبی و علمی، ملحق شدہ تھے سیاسی، اقتصادی، تعلیمی، ادبی و ثقافتی مسائل و مسائل کے کو اس کے حالات کے مطابق اسلامی تعلیمات و روشنیوں پر مبنی تھے۔

ماہوتی ہم آہنگی سے اپنے مفہوم کی طرف توجہ ادا کرتے ہوئے حلیہ میں

اگرچہ کہ جیسے بین الاقوامی اجتماع سے عام آدمی کے مادی و معنوی ترقی و ترقی کے لیے ہے جب ہر مسلم معاشرہ مساجد کی تعلیم کے ذریعہ نور کو حکم کر دیکر جو اس وقت کے لیے تہ عمارت تیار نہیں کی جاسکتی۔ خاص و زائد تہ تہ کوئی قومی معاشرہ و جو ہر مسکن۔ بالکل اسی طرح مختلف اسلامی آبادیوں کے لیے مربوط اور منفستہ محبوبوں سے بین الاقوامی قوت و وحدت کا پیدا ہونا ممکن نہیں تھا۔ عام اسلامی کے لیے کو سب سے بہتر بہروں کو اس طرف بھی توجہ دینا چاہیے تاکہ محکمہ انور و نورانی - وہ معاشرہ و بہتر بہتر ہو سکے۔

فکرو نظر کا یہ شمار آپ کے ہاتھ میں اس وقت پہنچے گا جب منکر و مکرہ اور

کابین الاسلامی اجتماع ہو رہا ہوگا۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو عام مسائل

میں مبارک کرے۔ مسلمانوں کو ذکر اللہ سے سرشار ہو کر دینی انسانیت کی خدمت و

کی مدد کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس عید الانصاف کو عام آدمی کے لئے نعمت و

بامبر اور تمام دنیا کے لئے امن و سکون کا مزاد بنائے

